اسلام کا تصورِ جمال

Concept of Beauty in Islam

Dr. Noreen Butt
Assistant Professor, Institute of Arabic & Islamic Studies
GC Women University, Sialkot.
Email: Noreen.butt@gcwus.edu.pk

Abstract
Beauty is an attribute of Allah almighty which He likes to see in His creatures, it is a quality or aggregate of qualities which attracts everyone and gives pleasure to the senses or pleasurably exalts the mind or spirit therefore he made this universe beautiful and especially he had made man who is best of his creatures to love beauty by nature. That is why in every era of History real beauty, along with art and taste, is the main subject of aesthetics, which is one of the main branches of philosophy and has been an important discussion among philosophers of different believes and civilizations. According to Greek Philosophy beauty is name of correction proportion of things however Socrates, Aristotle and Platonic philosophers presented the concept of spiritual beauty and associated beauty with truth, goodness, love and divinity. In western middle age Saint Augusatine attributing beauty to God, he declared recognition of cosmic beauty as the path of self-purification and God-realization. In farEast Taoism associated it with ethics while Confucianism associated it with morality.
Islam the true guidance has true concept of beauty, it uses word JAMAL for beauty in Qur'an. Islam defines it and its different aspects. It has specific standard of beauty and it guides us manners and attiquat to beautify ourselves and describes limits of its expression. In this article philosophy of real beauty will be described with reference of Islamic teachings.
Keywords: Beauty, aesthetics, Islamic teachings

اللہ رب العزت ہر عیب سے منزہ اور جمیع صفات سے متصف ہے جن میں ایک صفت، صفتِ جمال ہے جس کو اس نے اپنی تمام مخلوقات کے لئے پسند فرمایا ہے رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ [1]. اسی پسندیدگی کے سبب تمام مخلوقات میں اللہ تعالیٰ نے اس صفت کو ملحوظ رکھا، آفرینشِ انسان سے قبل جب اس کا سامانِ ہستی اس کرۂ ارض میں تخلیق کیا تو زیبائش و آرائش کا خصوصی اہتمام کیا﴿وَلَقَدْ زَيَّنَّا ٱلسَّمَآءَ ٱلدُّنْيَا بِمَصَٰبِيحَ﴾[2] بعد ازاں جب خلیفۃ الارض کو پیدا کیا تو احسن تقویم سے مشرف کیا﴿ لَقَدْ خَلَقْنَا ٱلْإِنسَٰنَ فِيٓ أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ﴾[3]، کائنات کے حسین ترین گوشے جنت میں اس کو ٹھہرایا، پوشاکِ فاخرہ سے مزین کیا، ہبوطِ ارضی کے بعد دنیا میں جن نعمتوں سے اسے نوازا ان میں جمال کا پہلو نمایاں ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَٱلْخَيْلَ وَٱلْبِغَالَ وَٱلْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً ۚ وَيَخْلُقُ مَا لَا

تَعۡلَمُونَ﴾[4] بعض انعاماتِ ربی کا مقصد ہی زیب و زینت ہے ﴿وَهُوَ ٱلَّذِي سَخَّرَ ٱلۡبَحۡرَ لِتَأۡكُلُواْ مِنۡهُ لَحۡمٗا طَرِيّٗا وَتَسۡتَخۡرِجُواْ مِنۡهُ حِلۡيَةٗ تَلۡبَسُونَهَاۖ﴾[5] حتیٰ کہ اس دارِ فانی سے دار البقاء انتقال کے بعد طاعت و ثواب پر ملنے والی جزا کے حسن کو خصوصی طور پر بیان کیا گیا ہے﴿ أَصۡحَٰبُ ٱلۡجَنَّةِ يَوۡمَئِذٍ خَيۡرٞ مُّسۡتَقَرّٗا وَأَحۡسَنُ مَقِيلٗا ﴾[6] گویا کہ ابنِ آدم کا خوبصورتی کی طرف میلان ایک فطری چیز ہے چنانچہ ہر زمانے میں دنیا کا ہر انسان بلا قیدِ عقیدہ و علاقہ جمالیاتی کشش رکھتا ہے خوبصورتی کا احساس اس کے لئے بڑا خوش گوار اور متاثر کن ہوتا ہے بلکہ بعض اوقات اس کے افعال و احساسات کا محرک ہوتا ہے اس کے اندر حسین ہونے کی خواہش اور خوبصورت بننے کا احساس ایک انقلاب برپا کرنے والی قوت ہے۔ روز اول سے اولادِ آدم اپنی حوائج کے حصول میں اس پہلو کو ملحوظ رکھتی ہے چنانچہ خالق و ربِ کائنات نے اپنے کلام میں بنی آدم کی جمالیاتی تسکین کی تنظیم کی جانب خصوصی توجہ کی گئی ہے اور خوبصورتی کا ایک شاندار تصور عطاء کیا ہے، حسن و جمال کے قرآنی نظریہ کو سمجھنے سے پہلے فلاسفہ و عرب مفکرین کے ہاں اس کے معنیٰ و مفہوم کو سمجھنا ضروری ہے۔

فلاسفہ کے نزدیک خوبصورتی کا تصور

خوبصورتی، فن اور ذوق کے ساتھ، جمالیات کا بنیادی موضوع ہے، جو فلسفے کی اہم شاخوں میں سے ایک ہے اور ہر دور کے فلسفیوں کی ابحاث کا اہم موضوع رہا ہے۔

کلاسیکی عہد

کلاسیکی عہد جو یونانی فلسفیانہ دور ہے اس میں خوبصورتی کو مجموعی طور پر خوبصورت چیز اور اس کے حصوں کے درمیان تعلق کے لحاظ سے بیان کیا گیا کہ حصوں کو ایک دوسرے کے صحیح تناسب میں کھڑا ہونا چاہیے اور اس طرح ایک مربوط ہم آہنگی کی تشکیل ہونی چاہیے۔[7] اس تناظر میں، جمال کے تصور کا تعلق اکثر ریاضی کے نظم و ضبط کے اندر تھا۔[8] اس کے ساتھ سقراط، ارسطو اور افلاطونی فلاسفہ نے روحانی خوبصورتی کا تصور پیش کرتے ہوئے خوبصورتی کو سچائی، اچھائی، محبت اور الٰہہ کے ساتھ منسوب کیا۔[9]

قرونِ وسطیٰ اور عیسائی فلسفہ

قرون وسطیٰ میں سینٹ آگسٹین (430-354) نے حسن کو خدا سے منسوب کرتے ہوئے کائناتی حسن کی پہچان کو تزکیہ نفس اور خدا شناسی کی راہ قرار دیا جب کہ سینٹ ٹامس ایکیناس نے خوبصورتی کو وجود کی ماورائی صفات میں شامل کیا اور حسن و مناسبت کو الگ الگ قرار دیا۔[10]

مشرقِ بعید کی فکر

مغرب کے برعکس مشرقِ بعید میں تین بڑی روایات تاؤازم، کنفیوشس ازم اور بدھ ازم باہم وابستہ ہونے کے باوصف اس بارے میں کوئی مخصوص تصور کی حامل نہیں۔ تاؤازم نے اس کو اخلاقیات جبکہ کنفیوشس نے اخلاقیات سے جوڑا ہے۔[11]

عربی لغت اور مسلم مفکرین کے نزدیک جمال کا معنٰی و مفہوم

عام استعمال میں حسن و جمال کو ہم معنٰی لیا جاتا ہے لیکن یہ لفظ حسن سے زیادہ جامع ہے اور ربِ کریم نے اس کو اپنی صفت بنایا ہے چنانچہ یہاں اسی پر بحث ہو گی۔

لغت میں جمال خَلق و خُلق کی خوبصورتی کا نام ہے[12]۔ اور اسم صفت جمیل کا مصدر ہے[13]۔ علامہ فارابی کی رائے میں جمال وہ خوبیِ حسن ہے جو خوبصورت اشیاء میں ان کی بناوٹ اور ترتیب سے محسوس ہو۔[14] علامہ زمخشری کے مطابق جمال حسن، زینت، حلاوت، کبریائی اور مطابقت ہے[15]۔ امام راغب کے نزدیک جمال کے معنی حسنِ کثیر ہیں اور اس کی دو اقسام ہیں، اول وہ جو انسان کے نفس، بدن اور فعل کے ساتھ خاص ہے، دوم وہ جو اس کو دوسروں سے ملانے کا ذریعہ بنتی ہے جیسے کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ [16] اللہ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے یعنی اللہ سے خیراتِ کثیرہ کا فیضان ہوتا ہے لہٰذا جو اس صفت سے متصف ہو گا وہی اللہ کو محبوب ہو گا[17]۔

امام غزالیؒ جمال سے مراد اس کا کمال جو اس کے شایانِ شان ہو مراد لیتے ہیں[18]۔

جمال اور قرآن میں اس کے مترادفات

قرآن میں جمال کا لفظ تو ایک مرتبہ مذکور ہے لیکن اس کے مفہوم کو موقع و محل کی مناسبت سے ادا کرنے کے لئے بعض مترادفات استعمال کئے گئے ہیں جو اس مقام پر جمال کے کسی پہلو کو نمایاں کرتے ہیں مگر کلی طور پر مترادف نہیں ان میں سے چند حسبِ ذیل ہیں

حسن

عام طور پر حسن و جمال کو مترادف سمجھا جاتا ہے اور اکثر متبادل استعمال کیا جاتا ہے مگر ان دونوں میں فرق ہے حسن قبح کی نقیض ہے اور ایک ذاتی وصف ہے جو خَلق و صورت کے لئے مستعمل ہے جیسے اللہ سبحانہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بنی کریم ﷺ سے فرمایا

﴿لَّا يَحِلُّ لَكَ ٱلنِّسَآءُ مِنۢ بَعْدُ وَلَآ أَن تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَٰجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ﴾[19]

اس آیت مبارکہ میں حسن کا لفظ ظاہری خوبصورتی کے لئے آیا ہے۔

زینت

اسی طرح قرآن میں خوبصورتی کے لئے لفظ زینت بھی استعمال ہوا ہے۔ جیسے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے
﴿ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَ لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ لْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ-وَ لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ ﴾[20] مزید ارشاد فرمایا ﴿ وَ لَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّؕ- ﴾[21]

مندرجہ بالا آیت میں زینت کا لفظ بناؤ سنگھار کے لئے لایا گیا ہے اسی طرح مطالعہ قرآن اور اقوال مفسرین سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ زینت سے مراد وہ خوبصورتی ہے جو قدرتی نہیں بلکہ انسان اس کا صانع ہے[22]۔

جب کہ جمال کی اصل عَظم ہے اور یہ افعال، اخلاق، اور احوالِ ظاہرہ کے لئے وضع کیا گیا ہے جو بعد میں صورت کے لئے بھی استعمال ہونے لگا[23]، یوں جمال کے مفہوم میں توسع ہے یہ ایک خوش کن احساس اور اس سرور کا نام ہے جو انسان کو کسی شے سے ہوتا ہے خواہ وہ اعمال ہوں یا مال جیسے کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے ﴿ وَلَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ حِينَ تُرِيحُونَ وَحِينَ تَسْرَحُونَ ﴾[24] اس واحد آیت میں جمال کا لفظ آیا ہے اور اس سرور و شادمانی کے اظہار کے لئے آیا ہے جو عرب کے لوگوں کو اپنے مویشیوں کے بڑے ریوڑ صبح کے وقت چراگاہوں کی طرف جاتے اور شام کہ واپس آتے ہوئے دیکھ کر حاصل ہوتی تھی۔

قرآن اور تصورِ جمال

جمال کا لفظ قرآن میں ایک مرتبہ سورہ النحل کی مذکورہ بالا آیت میں آیا ہے، جبکہ سات مرتبہ صیغۂ صفت جمیل کے ساتھ وارد ہوا ہے۔ سورہ النحل میں یہ کلمہ چوپایوں کے مادی فوائد کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے جو قرآنی تصور میں جمال کے مادی منفعت سے گہرے تعلق کو ظاہر کرتا ہے اور جمالِ حسی کی اہمیت پر دلیل ہے، جبکہ باقی سات مقامات پر صیغۂ صفت جمیل کو جمالِ معنوی کے لئے مختص کیا گیا ہے جیسے ارشادِ باری تعالیٰ ہے ﴿فَٱصْبِرْ صَبْرًا جَمِيلًا ﴾[25]

سورہ الحجر میں فرمان باری تعالیٰ ہے ﴿وَمَا خَلَقْنَا ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ إِلَّا بِٱلْحَقِّ ۗ وَإِنَّ ٱلسَّاعَةَ لَأَتِيَةٌ ۖ فَٱصْفَحِ ٱلصَّفْحَ ٱلْجَمِيلَ ﴾[26]

اسی طرح سورہ الاحزاب میں فرمایا ﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَٰجِكَ إِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ ٱلْحَيَوٰةَ ٱلدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ﴾[27]

سورہ المزمل میں ہجر کا حکم اسی صفت کے ساتھ دیا گیا ہے ﴿وَٱصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَٱهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا ﴾[28]

مفسرین[29] کے نزدیک صبر جمیل یہ ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی سے شکایت نہ کی جائے، صفح جمیل وہ معافی و در گزر ہے جس میں احسان نہ ہو، سراح جمیل وہ جدائی ہے جس میں اذیت نہ ہو اور ہجر جمیل وہ فرقت جس میں عتاب نہ ہو۔ یوں ان جملہ آیات میں جمال معنوی ہی کا تقاضا کیا گیا۔

اقسامِ جمال

قرآن جمال و حسن کا جو تصور پیش کرتا ہے اس اعتبار سے اس کو دو اقسام میں تقسیم کیا جاسکتا ہے

۱۔ جمالِ حسی یا ظاہری

۲۔ جمالِ معنوی و باطنی

فکرِ اسلامی میں جمالِ معنوی اور حیاتِ اخروی کو ترجیح دی گئی ہے[30]، جس کی بڑی دلیل یہ ہے کہ پورے قرآن میں آٹھ بار مذکور لفظ صرف ایک بار دنیاوی وظاہری کے لئے استعمال ہوا ہے چنانچہ قرآن کے مطابق حسنِ ظاہری کو حسنِ باطنی پر فوقیت حاصل ہے ارشادِ ربانی ہے

﴿ يَٰبَنِيٓ ءَادَمَ قَدۡ أَنزَلۡنَا عَلَيۡكُمۡ لِبَاسٗا يُوَٰرِي سَوۡءَٰتِكُمۡ وَرِيشٗاۖ وَلِبَاسُ ٱلتَّقۡوَىٰ ذَٰلِكَ خَيۡرٞ ﴾31

نیز ﴿ إِنَّ أَكۡرَمَكُمۡ عِندَ ٱللَّهِ أَتۡقَىٰكُمۡۚ إِنَّ ٱللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٞ ﴾32

لیکن حاجاتِ انسانیہ اور مطالبہ فطرت کی رعایت سے قرآن میں ان دونوں جہاتِ جمال کا نا صرف ذکر ہے بلکہ اس کے اہتمام کا حکم بھی ہے ﴿ يَٰبَنِيٓ ءَادَمَ خُذُواْ زِينَتَكُمۡ عِندَ كُلِّ مَسۡجِدٖ﴾33 ۔ چنانچہ قرآن جمال کی جو تصویر پیش کرتا ہے وہ جمالِ حسی و معنوی دونوں کو محیط ہے، اس میں حسنِ سیرت کے ساتھ حسنِ صورت بھی داخل ہے، اعمال واخلاق، ذکاوت و تقویٰ سب مل کر اسلامی تصورِ جمال کی تصویر مکمل کرتے ہیں۔

قرآن کا فلسفہ حسن وجمال

قرآنِ حکیم جمال کا جو فلسفہ پیش کرتا ہے وہ فلاسفہ کے نظریات سے قدرے مختلف ہے جس کے اہم نکات حسبِ ذیل ہیں

۱۔ وصفِ حسن جمیع مخلوقات کے لئے عام ہے

بنیادی طور پر اللہ تعالیٰ نے جمیع مخلوقات کو خوبصورت تخلیق کیا ہے۔ وصفِ جمال کسی کے ساتھ خاص نہیں، حتیٰ کہ اللہ کریم نے شریعت میں جو احکام صادر فرمائے ہیں ان میں بھی پہلوئے جمال کو ملحوظ رکھا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿ ٱلَّذِيٓ أَحۡسَنَ كُلَّ شَيۡءٍ خَلَقَهُۥ﴾34 البتہ تمام مخلوقات میں درجہ و کیفیتِ جمال مختلف ہے، بعض میں وجہِ جمال

حسی وواضح نہیں ہوتی چنانچہ انسان کی عقلِ ناقص اس کے حسن کا ادراک نہیں کر سکتی بلکہ بعض اوقات کسی امر کو قبیح خیال کرتی ہے حالانکہ اس میں منفعت و خیر موجود ہوتی ہے بلکہ غالب ہوتی ہے جو جمال ہی کی ایک صورت ہے۔

۲۔انسان بہترین تخلیق ہے

بلا شبہ خالق کائنات نے اپنی مخلوق کو خوبصورت تخلیق کیا ہے اس کی آرائش و زیبائش کا باقاعدہ اہتمام کیا ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے ﴿ إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى ٱلْأَرْضِ زِينَةً ﴾[35] آسمان کے بارے میں فرمایا﴿إِنَّا زَيَّنَّا ٱلسَّمَآءَ ٱلدُّنْيَا بِزِينَةٍ ٱلْكَوَاكِبِ ﴾[36]چاند و سورج کو نور و سراج کہہ کر ان کے حسن کا تذکرہ کیا ﴿ وَجَعَلَ ٱلْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا وَجَعَلَ ٱلشَّمْسَ سِرَاجًا ﴾[37]جو متاعِ حیات انسان کو اس کی دنیاوی زندگی میں عطا کیا اس میں بھی زینت کے پہلو کو ملحوظ رکھا گیا۔

﴿ وَمَآ أُوتِيتُم مِّن شَيْءٍ فَمَتَٰعُ ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَزِينَتُهَاۚ ﴾[38]۔جب کہ حضرتِ انسان کو جمال کا شاہکار بنایا ،چنانچہ سورہ المومنون میں انسان کے مراحلِ خلق بیان کرنے کے بعد اپنے احسن الخالقین ہونے کا اعلان فرمایا﴿ثُمَّ خَلَقْنَا ٱلنُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا ٱلْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا ٱلْمُضْغَةَ عِظَٰمًا فَكَسَوْنَا ٱلْعِظَٰمَ لَحْمًا ثُمَّ أَنشَأْنَٰهُ خَلْقًا ءَاخَرَۚ فَتَبَارَكَ ٱللَّهُ أَحْسَنُ ٱلْخَٰلِقِينَ ﴾[39]ظاہر ہے احسن الخالقین کی تخلیق جمال و کمال و اتقان کے ارفع درجے پر ہو گی، اس بات کا صریح اعلان سورہ التین میں فرمایا ﴿ لَقَدْ خَلَقْنَا ٱلْإِنسَٰنَ فِيٓ أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ﴾[40]

اسی احسن تقویم کے سبب یہ اشرف مخلوق خلیفۂ ارض اور مسجودِ ملائکہ ٹھہری، مگر یہاں یہ بات قابلِ غور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے احسن صورت نہیں فرمایا بلکہ احسن تقویم کا ذکر کیا، دراصل احسن تقویم کی ترکیب میں جامعیت ہے، جمالِ صورت کے علاوہ اس کی دیگر متعدد جہات بھی ہیں جن میں عقلِ سلیم، قوتِ فہم و ادراکِ حق، علم اور احسن اعمال و اخلاق جیسے پہلوھائے جمال شامل ہیں جن کی وجہ سے اس کو خلائق پر فضیلت حاصل ہے ﴿ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ ءَادَمَ وَحَمَلْنَٰهُمْ فِي ٱلْبَرِّ وَٱلْبَحْرِ وَرَزَقْنَٰهُم مِّنَ ٱلطَّيِّبَٰتِ وَفَضَّلْنَٰهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا ﴾[41]،جب انسان ان کو کھو دیتا ہے تو اس اعزاز سے محروم ہو کر اسفل السافلین میں داخل ہو جاتا ہے۔

۳۔دنیاوی وظاہری جمال آزمائش ہے

اللہ تعالیٰ نے اپنی فطرت پر جملہ مخلوقات کو خوبصورت بنایا ،ایک طرف اس سے کائنات کو آراستہ و پیراستہ کرنا مقصود تھا تو دوسری جانب اس سے بنی ادم کی آزمائش ہے سورہ الکھف میں ارشاد ہے

﴿ إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى ٱلْأَرْضِ زِينَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ﴾[42]

یہ بنی آدم کا امتحان ہے وہ اسبابِ زیست کے جمال کو دیکھ کر اس کے حقیقی خالق کو پہچان پاتا ہے یا نہیں، وہ ان نعمتوں کو انعامِ رب سمجھ کر اللہ کا شکر گزار بندہ بنتا ہے یا ان کو اپنا حق وذاتی خوبی گردان کر متکبر ومغرور اور اس کا باغی وسرکش۔

﴿ إِنَّ قَٰرُونَ كَانَ مِن قَوْمِ مُوسَىٰ فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْۖ وَءَاتَيْنَٰهُ مِنَ ٱلْكُنُوزِ مَآ إِنَّ مَفَاتِحَهُۥ لَتَنُوٓأُ بِٱلْعُصْبَةِ أُو۟لِى ٱلْقُوَّةِ إِذْ قَالَ لَهُۥ قَوْمُهُۥ لَا تَفْرَحْۖ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ ٱلْفَرِحِينَ ﴾[43]

مزید فرمایا

﴿ قَالَ إِنَّمَآ أُوتِيتُهُۥ عَلَىٰ عِلْمٍ عِندِىٓۚ أَوَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ ٱللَّهَ قَدْ أَهْلَكَ مِن قَبْلِهِۦ مِنَ ٱلْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَأَكْثَرُ جَمْعًاۚ وَلَا يُسْـَٔلُ عَن ذُنُوبِهِمُ ٱلْمُجْرِمُونَ ﴾[44]

۴۔اخروی حسن وجمال کو فوقیت حاصل ہے

اللہ نے انسان کو جو جمال عطا کی ان میں اخروی جمال فائق ہے اور قابل ترجیح ہے اللہ فرماتے ہیں

﴿وَمَآ أُوتِيتُم مِّن شَىْءٍ فَمَتَٰعُ ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَزِينَتُهَاۚ وَمَا عِندَ ٱللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰٓۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴾[45]

۵۔انسانی جمال عطائی ہے

سب سے اہم بات یہ ہے کہ جمال صرف اللہ کا ذاتی ہے مخلوق کا جمال عطائی ہے جیسا کہ اس آیتِ مبارکہ میں ارشاد ہے:﴿ وَٱبْتَغِ فِيمَآ ءَاتَىٰكَ ٱللَّهُ ٱلدَّارَ ٱلْءَاخِرَةَۖ وَلَا تَنسَ نَصِيبَكَ مِنَ ٱلدُّنْيَاۖ وَأَحْسِن كَمَآ أَحْسَنَ ٱللَّهُ إِلَيْكَۖ وَلَا تَبْغِ ٱلْفَسَادَ فِى ٱلْأَرْضِۖ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ ٱلْمُفْسِدِينَ ﴾[46]

قرآن کا معیارِ حسن وجمال

ادراکِ حسن تمام اولادِ آدم کو میسر نہیں عقلِ سلیم ہی شاید کسی قدر حسن وقبح میں امتیاز کر سکتی ہو اسی لئے فارابی کی رائے میں حسین وہ ہے جس کو عقلاء اچھا سمجھیں[47]۔ لیکن عقل تنہا معیار نہیں ہو سکتی کیونکہ عقول کے تفاوت اور نظریہ و منہجِ حیات کے اثرات سے اس کے فیصلے مختلف ہو سکتے ہیں چنانچہ معیارِ جمال نا صرف عقائد و نظریات کے اختلاف سے مختلف ہوتے ہیں بلکہ وقت کے ساتھ بدلتے بھی رہتے ہیں۔اس کے برعکس فکر اسلامی کی بنیاد وہ لازوال قرآنی اصول ہیں جو مکمل اور دوامی معیار فراہم کرتے ہیں۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلْإِنسَٰنُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ ٱلْكَرِيمِ ٱلَّذِى خَلَقَكَ فَسَوَّىٰكَ فَعَدَلَكَ فِىٓ أَىِّ صُورَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ﴾[48]

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے خلقِ انسان میں ظواہرِ جمال کو بیان کیا ہے جس سے تین اصول اخذ ہوتے ہیں۔

ا۔توازن

کسی چیز کی خوبصورتی اور حسن کو جانچنے کا بڑا اصول توازن ہے خواہ کسی مادی شے کا معاملہ ہو یا فکر و نظریہ عدم توازن بوجھل وبے ڈھنگے پن کا احساس دلاتا ہے یہاں اساسِ حسن کے بیان میں سب سے پہلے لا کر اس کی اہمیت دلائی ہے۔

۲۔عدل

کسی شے کو اس کے مناسب مقام پر رکھنا عدل ہے یہ توازن سے مختلف ہے، شے متوازن ہو مگر مقام غیر مناسب ہو تو غیر معقول و غیر حسین ہو گی۔

۳۔تنوع

ایک دوسرے سے مختلف ہونا، متنوع ہونا بھی جمال کا ایک معیار ہے۔ یہ خصوصیت انفرادیت کو اجاگر کرتی ہے اور جہاتِ حسن کو نمایاں کرتی ہے۔

۴،۵،۶۔ترتیب، تنظیم اور تکامل

کسی شے کا حسنِ ترتیب، دیگر کے ساتھ خوبصورت نظم اور باہمی تکامل بھی مظاہرِ جمال سے ہیں قرآن میں سورہ ق میں دلائل توحید کے بیان میں مندرجہ ذیل آیات پر غور سے یہ اصول عیاں ہوتے ہیں۔

﴿أَفَلَمْ يَنظُرُوٓاْ إِلَى ٱلسَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنَٰهَا وَزَيَّنَّٰهَا وَمَا لَهَا مِن فُرُوجٍ ○ وَٱلْأَرْضَ مَدَدْنَٰهَا وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَٰسِيَ وَأَنۢبَتْنَا فِيهَا مِن كُلِّ زَوْجٍۭ بَهِيجٍ ○ تَبْصِرَةً وَذِكْرَىٰ لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيبٍ ○ وَنَزَّلْنَا مِنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءً مُّبَٰرَكًا فَأَنۢبَتْنَا بِهِۦ جَنَّٰتٍ وَحَبَّ ٱلْحَصِيدِ ○ وَٱلنَّخْلَ بَاسِقَٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيدٌ ۱۰ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۖ وَأَحْيَيْنَا بِهِۦ بَلْدَةً مَّيْتًا ۚ كَذَٰلِكَ ٱلْخُرُوجُ ﴾[49]

۷۔عدم عیب

عیب کا عدم جمال کا اعلیٰ درجہ ہے جو صرف ذاتِ باری تعالیٰ کا ساتھ خاص ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے سورہ الملک میں اشارہ فرمایا ہے

﴿ٱلَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَٰوَٰتٍ طِبَاقًا ۖ مَّا تَرَىٰ فِي خَلْقِ ٱلرَّحْمَٰنِ مِن تَفَٰوُتٍ ۖ فَٱرْجِعِ ٱلْبَصَرَ هَلْ تَرَىٰ مِن فُطُورٍ ۳ ثُمَّ ٱرْجِعِ ٱلْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنقَلِبْ إِلَيْكَ ٱلْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيرٌ﴾[50]

۸۔سرور کا حصول

جمال وہ وصف ہے جو صاحبِ جمال سے سرور کا باعث ہو۔ سورہ بقرہ میں بنی اسرائیل کے سوال پر قرآن گائے کے جو اوصاف بیان کرتا ہے ان میں ایک یہ بھی ہے کہ وہ دیکھنے والے کو سرور بخشے۔

﴿قَالُواْ ٱدْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّن لَّنَا مَا لَوْنُهَا ۚ قَالَ إِنَّهُۥ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ ٱلنَّٰظِرِينَ﴾[51]

جمالِ ظاہری کا اہتمام اور آدابِ آرائش

اسلام دینِ کامل ہے دنیاو عقبیٰ دونوں کی فلاح و حسن کی ترغیب دیتا ہے اگرچہ جمالِ باطنی پر زیادہ زور دیا گیا ہے لیکن جمالِ ظاہری کے بھرپور اہتمام کی تعلیم بھی دی گئی ہے۔ لباس و بدن کی طہارت کے احکام، عطر و سرمہ کا استعمال مستحب و

مسنون ہے جب کہ عورتوں کے لئے اس کے علاوہ حناوزیب وزینت والے لباس وزیور کی نہ صرف اجازت بلکہ اللہ نے اسے پسند فرمایاہے البتہ اس کے ساتھ چند حدود وقیود مقرر فرمادیں ہیں تا کہ انسان کی انفرادی واجتماعی زندگی کسی بگاڑ کے بغیر پاکیزہ وپرامن بسر ہو اور اسلامی تشخص برقرار رہے۔ اہم آدابِ تزئین وآرائش حسبِ ذیل ہیں۔

اعتدال

اعتدال انسانی زندگی کے ارتقاء وبقاء اور خوشحالی کے لئے اہم ترین اصول ہے اسلام زندگی کے ہر شعبہ میں اس کو لازم قرار دیتا ہے معاشرتی تعلقات ہوں یا مالی معاملات ہوں، درمیانی راہ اختیار کرنے کی ہدایت کی گئی ہے یہی وجہ ہے کہ تبذیر کے ساتھ اسراف کی بھی ممانعت ہے آرائش اگرچہ ایک ذاتی عمل ہے لیکن اس کے اثرات تمام افرادِ معاشرہ کے اخلاق اور معاشرتی رجحانات بلکہ معیشت کو بھی متاثر کرتے ہیں امیر وغریب کے معیار زندگی میں نہ صرف تفاوت بڑھتاہے بلکہ حد سے زیادہ نمود ونمائش قلبی وذہنی فسادات کا باعث بنتا ہے۔

عدم نمائش

اللہ بلاشبہ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے اللہ نے اپنے بندوں کو نعمتوں سے نوازا ہے اور وہ ان کا اظہار پسند کرتا ہے لیکن بلاوجہ نمود ونمائش خصوصا عورتوں کو اس سے منع فرمایا ہے تیز خوشبو کا استعمال، چھنکنے والے زیور اور زیب و زینت کے اظہار

کی ممانعت ہے[52] بلکہ نامحرم رشتوں سے پردے کا حکم دیا گیا۔

حسنِ نیت اور پاکیزگی اخلاق

اسلام آرائش وزیبائش سے منع نہیں کرتا لیکن اخلاصِ نیت اور اخلاق کی پاکیزگی کو لازم ٹھہراتا ہے مرد وعورت کے بناؤ سنگھار جائز مقاصد وحدود تک ہو۔[53]

ان حدود وقیود کی پابندی سے انسان کی جمالیاتی حس کی تسکین بھی ہوتی ہے اور معاشرہ اخلاقی ومعاشرتی مفاسد محفوظ بھی رہتا ہے اور اس کی زندگی حقیقی جمال کا مظہر ثابت ہو گی۔

خلاصہ بحث

ہبوطِ ارضی سے فکرِ انسانی جن اہم موضوعات میں مشغول رہی ہے ان میں جمال وحسن کی بحث ہر دور میں جاری رہی۔ کون ومکان، افراد واشیاء اور افعال واخلاق میں خوبصورتی کی تلاش اور اس کے معیارات ہر زمانے کے فلاسفہ کا اہم نکتۂ فکر رہا ہے چنانچہ دینِ فطرت اسلام نے اس کو بالکل فراموش نہیں کیا بلکہ کلام الٰہی قرآن میں نہایت جامعیت کے ساتھ اس کے مفہوم، وجوہ اور اسلامی تصور جمال کو واضح کیا ہے کہ اسلام میں ظاہر وباطن کا حسن

مطلوب ہے صورت کے ساتھ سیرت اوراعمال و اخلاق کی صالحیت درکار ہے، ظاہری نظافت پر نفس کی پاکیزگی کو ترجیح حاصل ہے۔ قرآن کے بالاستعاب مطالعہ سے اس کا فلسفہ جمال نکھر کر سامنے آجاتا ہے کہ اللہ نے جمیع خلائق کو فطرتاً حسین بنایاہے اور اس کائنات میں خالقِ کائنات کی احسن تخلیق انسان ہے چنانچہ جمال کی رغبت احسن الخلائق کی طبعیت میں خصوصی طور پر رکھی ہے لیکن حسن و آرائش وزیبائش کی حدودو قیود بھی مقرر کی ہیں۔ اسلام کا ایک مخصوص معیارِ جمال ہے جو قرآن کے بلیغ اسلوبِ بیان میں غواصی سے عیاں ہو جاتا ہے توازن، تنوع، ترتیب و تنظیم واتساقِ دیگر، منفعت و سرور کا حصول وغیرہ اس کسوٹی کے اہم اصول ہیں، یہ معیار گردشِ زمانہ سے تبدیل نہیں ہوتا بلکہ حسن کو جانچنے کے یہ محکم اصول ہر زمانے اور ہر سلیم العقل و فطرت انسان تسلیم کرتا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

1 Muslim bin al-Hajjaj (261 AH), Al-Jami' al-Sahih, Kitab al-Iman, Chapter Tahrim al-Kibr and Bayanahi, Hadith: 91, Dar Ahya al-Tarath al-Arabi, Beirut.

2 Al-Mulk,67: 05

3 At Tin,95: 4

4 Al-Nahl,16: 08

5 Al-Nahl,16: 14

6 Al- Furqan,25: 24

7 Jump up to:[a b c d e f g h i j k l m n o p q r s t u v] *Sartwell, Crispin (2017). "Beauty". The Stanford Encyclopedia of Philosophy. Metaphysics Research Lab, Stanford University. Archived from the original on February 26, 2022. Retrieved February 10, 2021*

8 Jump up to:[a b c d] *J. Harrell; C. Barrett; D. Petsch, eds. (2006). History of Aesthetics. A&C Black. p. 102. ISBN 0826488552. Archived from the original on February 3, 2023. Retrieved May 11, 2015.*

9 N Wilson - *Encyclopedia of Ancient Greece* (p.20) Routledge, 31 Oct 2013 ISBN 113678800X [Retrieved 2015-05-12]

10 McNamara, Denis Robert (2009). *Catholic Church Architecture and the Spirit of the Liturgy*. Hillenbrand Books. pp. 24–28. ISBN 1595250271

11 Jump up to:[a b] Tang, Yijie (2015). *Confucianism, Buddhism, Daoism, Christianity and Chinese Culture*. Springer Berlin Heidelberg. p. 242. ISBN 3662455331

[12] Ibn Manzoor, Muhammad Bin Makram, Al-Afriqi (711 AH), Lisan Arab, Dar Sadir, Egypt, Vol. 2000, V:7, P:450 / Ibn Seeda, Abu al-Hasan Ali bin Ismail (458 AH) Al-Mahkam wa Al-Muhait al-Azam, Dar al-Kitab al-Ilamiya, Beirut, 2000, vol.7, p.450

[13] Al Farahidi, Khalil bin Ahmad (175 AH), Kitab al-Ain, Dar wa Maktaba al-Hilal, vol.6, p.142

[14] Jafar al-Yasin, al-Farabi fi Hududihi wa Rasumih, Alam al-Kitab, Beirut, 985 1, p. 85 1

[15] Al-Zumakhshari, Abu Al-Qasim Mahmud bin Amr bin Ahmad, Jarallah (538 AH), Asas al-Balaghah, Research: Muhammad Bassil Ayun Al-Sud Publisher: Dar Al-Kutub Al-Elamiya, Beirut, vol. 2. p. 337

[16] Muslim bin al-Hajjaj (261 AH), Al-Jami' al-Sahih, Kitab al-Iman, Chapter Tahrim al-Kubr and Bayanah, Hadith: 91, Dar Ahyaya al-Trath al-Arabi, Beirut

[17] Al-Raghib, Abu Al-Qasim Hussain bin Muhammad Al-Isfahani, (A.H. 502), al-Mufardaat fi Gharib Al-Qur'an, Dar al-Marafa, Lebanon, p. 97.

[18] Al-Ghazali, Abu Hamid, Muhammad bin Muhammad (d. 505 AH), Ahyaya Uloom al-Din, Dar al-Marafa, Lebanon, vol.4, p.299

[19] Al-Ahzab,33: 52

[20] Al Noor, 24: 31

[21] Ibid

[22] Al-Tabari, Abu Jafar Muhammad bin Jarir, (310 AH), Jami al-Bayan, Dar al-Fikr, 1405 AH, Volume: 2, p.511, Volume: 8, p. 3, p: 143 / Al-Zamakhshri, Abu Al-Qasim Mahmud bin Umar (d. 538 AH), Al-Kashaf, Vol.: 2, p.: 557, Vol.: 3, p.: 235

[23] Al-Askari, Abu Hilal Al-Hasan bin Abdullah bin Sahl bin Sa'eed bin Yahya bin Mehran, (m395 AH), Al-Farooq al-Laghwi, Dar al-Ilam wa Al-Thaqafa for publishing and al-Tawzi, Al-Cairo, vol.1, p.262.

[24] Al-Nahl,16: 6

[25] Al-Maaraj,70: 5

[26] Al-Hijr,15: 85

[27] Al-Ahzab,33: 28

[28] Al-Muzmal,73: 10

[29] Ibn Kathir and others

[30] Ibn Qayyim, Abu Abdullah Muhammad bin Abi Bakr Ayyub (d. 751 AH), Rawdat al-Mohibeen, Dar al-Kutub al-Ilamiya, Beirut 1992, p. 221

[31] Al-A'raf,7: 26
[32] Al Hujrat,49: 13
[33] Al-A'raf,7: 31
Al-Sajdah,32: 7 [34]
[35] Al-Kahf,18: 7
[36] Al-Safaat,37: 6
[37] Al Nuh,71: 16
[38] Al-Qasas,28: 60
[39] Al-Mu'minun,23: 14
[40] At-Tin,95: 4
[41] Bani Israel,17: 70
[42] Al-Kahf,18: 7
[43] Al-Qasas,28: 76
[44] Al-Qasas,28: 78
[45] Al-Qasas,28: 60
[46] Al-Qasas28: 77
[47] Abu Zayd Nasr Hamid, Al-Tajjah al-Uqli fi al-Tafsir, Al-Dar al-Bayda, Beirut, 2003, p.93
[48] Al-Iftar,82: 6.8
[49] Qaf,50: 6-11
[50] Al-Mulk,67: 3, 4
[51] Al-Baqarah2: 69
[52] Al Noor,20: 31
[53] Ibid